مصطلح "حدّ" کا لغت و قرآن کے وسیع تر اطلاقات کے تناظر میں مطالعہ

پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز* پروفیسر ڈاکٹر نیاز محمد**

Study of the Term *Ḥadd* in the Vast Perspective of Lexicographical and *Qur'ānic* Applications

Abstract

Ḥadd is a terminology used in the Islamic criminal law and it denotes the severe kind of punishment in Islamic jurisprudence. Generally, when this term is spoken, it is taken for the amputation of hand or administering of lashes to the offender in religious and academic circles. In the current paper, it is explained that the said term has been confined to the field of criminology by the Islamic jurists; however, it has an expanded and vast comprehension in the Arabic language, the *Qur'ān* and Sunnah of the Prophet (PBUH). Hence, all commandments and prohibitions have been accumulated in this term besides being used in the field of criminology, commonly.

Keywords: *Fiqh; Islamic Jurisprudence; Qur'ān.*

اسلامی فوجداری نظام میں حدّ ایک مشہور اصطلاح ہے، یہ اسلامی فقہ میں مخصوص جرائم کی انتہائی سزا ہے، جیسے ہی حدّ کا لفظ استعمال ہو تو اس سے علمی دنیا میں مخصوص سزاؤں کا تصور سامنے آتا ہے۔[1] اس کی فقہی تعریف کے بارے میں چار مشہور سنّی مذاہبِ فقہیہ کے مسائل پر مشتمل کتاب الفقه على المذاهب الاربعة میں کہا گیا ہے: "إن الحدّ هو العقوبة المقدرة شرعا" [2] یعنی "حدّ سے مراد وہ سزا ہے جو شرعی طور پر لازم قرار دی گئی ہو"۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مطابق:

> *Ḥadd* has become the technical term of the punishment of the certain acts which have been forbidden or sanctioned by punishment of the *Qur'ān* and have thereby become crimes against religion.[3]
>
> حد ان مخصوص نوعیت کے اعمال کی سزا کے لیے ایک تکنیکی اصطلاح بن چکی ہے جو قرآن کے ذریعے ممنوعہ یا مستوجبِ سزا قرار دیئے گئے ہیں اور وہ اعمال خلاف مذہب شمار ہوتے ہیں۔

اس مقالے سے حدود کی شرعی حیثیت یا ان پر فقہی تناظر میں کوئی گفتگو مطمح نظر نہیں بلکہ اس مفروضے کا علمی جائزہ لینا مقصود ہے کہ فقہاء نے چند مخصوص سزاؤں کے لیے گو کہ حدود کی اصطلاح مختص کی ہے لیکن لغت عربی، قرآن و سنت میں حدود کا مفہوم بہت وسیع ہے، شریعت اسلامیہ کے تمام اوامر و نواہی کے دائرہ کار کے لیے قرآن نے یہ اصطلاح استعمال کی ہے تاہم احادیث نبویہ ﷺ میں اس وسیع مفہوم کے ساتھ ساتھ سزا کی اصطلاح کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔ اس تحقیقی مضمون کو درج ذیل مباحث کے تحت بیان کیا گیا ہے:

مبحث اول: حدود کے مفاہیم بہ اعتبار لغت و مختلف علوم و فنون

مبحث دوم: لفظ حدود کے قرآنی مفاہیم کا جائزہ

مبحثِ سوم: حدیث میں لفظ حدود کا استعمال

خلاصہ بحث

* سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل سٹڈیز، پشاور یونیورسٹی

** پروفیسر علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

مبحث اول: حدود کے مفاہیم: بہ اعتبار لغت و مختلف علوم و فنون

الف: مفہوم بہ اعتبارِ لغت

لفظ "حدّ" عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا اصل "حدد" ہے۔ عربی گرامر کی رو سے یہ لفظ مضاعف ہے یعنی اس لفظ میں ایک ہی جنس کا ایک ہی حرف دوبار آیا ہے جن کو باہم ادغام کر کے ملا دیا گیا اور اس پر شد بڑھایا گیا اسی لئے عربی ڈکشنریوں میں یہ لفظ دال کی تشدید کے ساتھ "حدّ" لکھا جاتا ہے۔ گو کہ اردو میں تلفظ کرتے ہوئے تشدید کی ادائیگی ظاہر نہیں ہوتی لیکن اسے کسی دوسرے لفظ کے ساتھ ملا کر ادا کرنے پر مشدد دال ادا ہوتا ہے جیسے حدّ فاصل وغیرہ۔ اس طرح اپنے مادّہ (Root) کے اعتبار سے یہ ثنائی (دو حرفی) نہیں بلکہ ثلاثی (سہ حرفی) لفظ ہے۔ اس کے ثلاثی (تین حروف سے مرکب ہونے) اور حرف دال مکرر ہونے کی بناپر اس کے جمع کے صیغے "حدود" میں دال مکرر آتا ہے۔

معنوی تحقیق [۴]

جب عربی معجم کا ہم جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ لفظ بطور اسم بھی استعمال ہوتا ہے اور "فعل" کے طور پر بھی۔ ذیل میں لفظ حدّ کے ان دونوں استعمالات (بطور اسم و فعل) کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

اسم کے طور پر اگر لفظِ حدّ استعمال ہو تو یہ "رکاوٹ" اور "آڑ" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ لسان العرب میں کہا گیا ہے:

اصل الحدّ: "المنع والفصل بين الشيئين" [۵] یعنی "حدّ کے حقیقی معنی "روک" اور دو چیزوں کے درمیان" جدائی" کے ہیں"۔ اس حقیقی معنی کے علاوہ عربی میں اس کے بطور اسم دیگر درج ذیل استعمالات بھی ذکر کئے گئے ہیں:

الف: الحدّ: "منتهى كل شيء / نهاية الشيء" [۶] یعنی "ہر چیز کی انتہاء (سرا) حدّ کہلاتی ہے"۔

مذکورہ استعمال کے تحت حدود حرم یا حدود ارض کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اردو میں بھی کسی علاقے کے چاروں اطراف کے لئے (جو اسے دیگر علاقوں سے جدا کرے) حدود اربعہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

ب: حدّ بمعنی دھار

لفظ حدّ اگر کسی کاٹنے والی چیز کی طرف اضافت کر کے بولا جائے تو اس کے معنی دھار کے آتے ہیں چنانچہ عربی میں چھری کی دھار کو حدّ السکین، تلوار کی دھار کو حدّ السیف، تیر کی دھار کو حدّ السھم اور بھالے کی دھار کو حدّ السنان کہا جاتا ہے۔ [۷]

ج: بالوں (زیر ناف و بغل) کی صفائی کے لئے استرے کے استعمال کو استحداد کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں بھی دھار کا استعمال ہوتا ہے۔ [۸]

د: جس شخص کی طبیعت میں تیزی ہو تو اسے عربی میں رجلٌ حدیدٌ کہا جاتا ہے [۹] کیوں کہ اس کی طبیعت میں تیزی کی وجہ سے دھار جیسی کاٹ ہوتی ہے۔

لفظ حدّ کے مادہ سے عربی میں دیگر درج ذیل الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں جن کے مفہوم میں حدّ کے اصل معنی روک اور کنارے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

الف: لوہے کو حدید کہا جاتا ہے کیوں کہ لوہا یا لوہے سے بنی ہوئی اشیاء ہمارے لئے کسی چیز سے روک بنتے ہیں اور لوہار کو حدّاد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوہے سے متعلقہ کام کرتا ہے۔ [۱۰]

ب: عربی زبان میں دربان اور داروغہ جیل کو بھی "حدّاد" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ آنے والوں کی روک ٹوک کرتا ہے۔[۱۱]

ج: مکان اور زمین سے متصل دوسرے مکان اور زمین والے کے لئے بھی حدید کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے: فلانٌ حدید فلانٍ[۱۲] (فلاں شخص فلاں شخص کا پڑوسی ہے)، یہ تب بولا جاتا ہے جب ایک کا مکان یا زمین دوسرے کے مکان یا زمین سے ملی ہوئی ہو۔

اگر لفظِ "حدّ" فعل کے طور پر استعمال ہو تو پھر اس کا مطلب متعین کرنے کے لئے اس کے مابعد فاعل کو دیکھنا ہوگا کیونکہ فاعل کی تبدیلی سے اس کا مفہوم بھی کسی قدر تبدیل ہو جاتا ہے، اس طرح فعل کے طور پر اس کے درج ذیل معانی آتے ہیں:[۱۳]

حدَّ السَّیْفُ: تلوار تیز (کاٹنے والی) ہو گئی۔ یہاں حدّ کا فاعل السیف (تلوار) ہے تو اس کی مناسبت سے حدّ کے معنی تیز کاٹنے کے ہوں گے۔

حدَّ الرَّائِحَةُ: بُو تیز ہو گئی۔ یہاں حدّ کا فاعل الرائحۃ ہے۔

حدَّ عَلیٰ غَیْرِہٖ: وہ فلاں شخص پر غضب ناک ہوا۔ یہاں حد کا فاعل، حدّ میں ضمیر مستتر (ھو) ہے۔

حدَّ الْمَرْاءَةُ علیٰ زَوْجِھَا: عورت نے شوہر کی موت کی وجہ سے زیب و زینت سے اپنے آپ کو روک لیا۔ یہاں حدّ کا فاعل المرأۃ ہے، چنانچہ عورتوں کا اپنے آپ کو سوگ میں زیبائش و آرائش سے روکنے کو "احداد" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدَّ الرَّجُلُ: آدمی قوی القلب ہوا۔

حدَّ فُلَانا عَنِ الْاَمْرِ: اس نے فلاں آدمی کو کام سے روکا۔

حدَّ الْجَانِیَ: جنایت کرنے والے پر اس نے حد لگائی۔

ب: مختلف علوم وفنون میں "حدّ" کا بطور اصطلاح استعمال

یہاں اس بات کا اظہار بھی فائدے سے خالی نہیں ہوگا کہ حدّ کا لفظ مختلف علوم و فنون میں بطور اصطلاح (Technical Terminology) استعمال ہوتا ہے، البتہ علوم کے فرق سے اس کے مفہوم میں بھی فرق آتا ہے، ذیل میں مختلف علوم وفنون کے تناظر میں بطور مصطلح حدّ کا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے۔[۱۴]

منطقی اصطلاح: مناطقہ کے ہاں لفظ "حدّ" تعریفات میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ ان کے ہاں حدّ تعریف کے معنی میں ہے نیز منطقی قیاس میں بھی حدّ اصغر، حدّ اوسط اور حدّ اکبر کے الفاظ بطور اصطلاح استعمال ہوتے ہیں۔

علم ریاضی میں بطور اصطلاح: علم ریاضی میں کسی مقدار (خط اور سطح) کی انتہا کے لیے حدّ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

فلکیات کی اصطلاح: فلکیات میں کواکب سماوی کی فلک میں روشنی اور کواکب کے اجرام مختلفہ کے لیے بھی حدّ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

ارضیات / جغرافیہ کی اصطلاح: ایک زمین دوسری زمین سے جس چیز کی بدولت جدا ہوتی ہے، ارضیات میں اسے حدّ کہتے ہیں۔

ماحصل

۱. حدّ کا لفظ عربی میں فاعل کی تبدیلی کے اعتبار سے کئی مفاہیم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کے اصل اور حقیقی معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں اور جن دیگر مختلف مفاہیم میں یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے ان سب میں اس کے حقیقی معنی مصدری

کسی نہ کسی صورت میں پنہاں رہتا ہے۔

۲. حد یا حدود جس طرح ایک فقہی اصطلاح ہے اسی طرح کئی دیگر علوم و فنون میں یہ الفاظ بطور اصطلاح استعمال کئے جاتے ہیں اور فنون کے فرق کے اعتبار سے اس کے اصطلاحی مفہوم میں بھی فرق آجاتا ہے۔

مبحث دوم: لفظ حدود کے قرآنی مفاہیم کا جائزہ

قرآن مجید میں "حدّ" کے مادہ (Root) کا استعمال صرف اسم کے طور پر ہوا ہے تاہم صیغہ مفرد یعنی "حدّ" کسی قرآنی آیت میں استعمال نہیں ہوا ہے البتہ جمع کے صیغے کے ساتھ یعنی "حدود" کل چودہ مقامات پر مختلف مفاہیم ادا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ذیل میں ان مقامات کو ذکر کیا جاتا ہے اور پھر متعلقہ مفہوم کی تعیین پیش کی جاتی ہے:

۱۔ سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت میں روزہ کے احکامات ذکر کرنے کے بعد آیت کے آخر میں لفظ حدود ایک دفعہ آیا ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا﴾[۱۵] ﴿تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے مباشرت کرنا حلال کیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے پردہ ہیں اور تم ان کے لیے پردہ ہو، اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے، پس اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں معاف کر دیا سو اب ان سے مباشرت کرو اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تمہارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جاوے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو، اور ان سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں معتکف ہوں، یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ﴾۔

اس آیت کے ذیل میں امام رازیؒ فرماتے ہیں:

تلك حدود الله فلا تقربوها: إشارة إلى ماتقدم، والأمور المتقدمة بعضها إباحة و بعضها خطر[۱۶] یہ اللہ کی مقررہ کی ہوئی حدّیں ہیں، ان کے قریب نہ پھٹکنا، یہاں حدود کے ساتھ لفظ اشارہ (تلک) استعمال ہوا ہے اور یہ ان اُمور کی طرف اشارہ ہے جن کا اس آیت میں پہلے ذکر ہوا، بعض ان میں سے مباح اُمور ہیں، مثلاً طلوع فجر تک کھانے پینے کا عمل اور بعض امور ممنوع ہیں یعنی اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے قربتِ خاص اختیار کرنا۔

۲۔ سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت میں حدود کا لفظ چار دفعہ آیا ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَايَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَـيْـًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّايُقِيْمَا حدودالله فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَاحدود اللّٰهِ

فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِه تِلْكَ حدود اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حدود اللّٰهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾[۱۷] یعنی ﴿طلاق دو مرتبہ ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں جو تم نے انہیں دیا ہے مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ اللہ کی حدّیں قائم نہیں رکھ سکیں گے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں اللہ کی حدّیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ دے کر پیچھا چھڑا لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدّوں سے تجاوز کرے گا سو وہی ظالم ہیں﴾۔

امام رازیؒ مذکورہ بالا آیت میں ذکر کردہ حدود کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالمعنى إن ماتقدم ذكره من أحكام الطلاق والرجعة والخلع[۱۸] (اس آیت میں حدود کا لفظ اس آیت میں ذکر کردہ طلاق، رجعت اور خلع کے احکام کے لئے استعمال ہوا ہے)۔

۳۔ سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت میں حدود کا لفظ دو دفعہ آیا ہے:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَه مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حدود اللّٰهِ وَتِلْكَ حدود اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾[۱۹] یعنی ﴿پھر اگر اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد اس کے لیے وہ حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع کر لیں اگر ان کا گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدّیں قائم سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں﴾۔

مذکورہ آیت میں حدود کا مفہوم بتاتے ہوئے امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ماتقدم ذکرہ من الأحکام[۲۰] (یہاں حدود اللہ سے مراد آیت میں ذکر کردہ احکام ہیں)۔

۴۔ سورۃ نساء میں حدود کا لفظ بطور مضاف دو مرتبہ آیا ہے تاہم ایک آیت میں اس کی اضافت لفظ اللہ کے ساتھ اور دوسری مرتبہ ضمیر (Pronoun) کے ساتھ ہے، ملاحظہ ہو:

﴿تِلْكَ حدود اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَتَعَدَّ حدوده يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَه عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾[۲۱] یعنی ﴿یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے، اسے وہ بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لئے ذلّت انگیز عذاب ہے﴾۔

پہلے وراثت کے احکام بیان ہوئے اور وراثت کے احکامات ذکر کرنے کے بعد مذکورہ دو آیتوں میں انہیں "حدود اللہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ حدود سے مراد یہاں میراث کے حدود (تحدیدات و مقادیر) ہیں۔[٢٢]

٥۔ سورہ توبہ کی درج ذیل آیت میں ایک بار حدود کا لفظ آیا ہے اور اس آیت میں اس کی اضافت ما انزل اللہ (اللہ کے نازل کردہ احکامات) کی طرف کی گئی ہے:

﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حدود مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[٢٣] یعنی ﴿بدوی لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور زیادہ لائق ہیں کہ وہ ان حدود کو نہ جانیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے﴾۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المشهور أنها تخص الفرائض أو الأوامر والنواهي[٢٤]۔(مشہور تفسیر کے مطابق حدود سے مراد شریعت کے فرائض اور اوامر و نواہی ہیں)۔

٦۔ سورہ توبہ کی ایک آیت میں سچے مومنوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے دیگر اوصاف کے علاوہ انہیں حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے بتایا گیا:

﴿اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحدود اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[٢٥] یعنی ﴿یہ لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد پروردگار کرنے والے، راہ خدا میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکیوں کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور حدود الٰہیہ کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اے پیغمبر آپ انہیں جنت کی بشارت دے دیں﴾۔

٧۔ سورہ مجادلہ میں ایک مرتبہ حدود کا ذکر کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو:

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حدود اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[٢٦] یعنی ﴿پھر کسی شخص کے لئے غلام ممکن نہ ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو مس کرنے سے پہلے دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، پھر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لئے تاکہ تم خدا اور رسول پر صحیح ایمان رکھو اور یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں اور کافروں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے﴾۔

مذکورہ آیت میں کفارہ ظہار کے احکامات کو حدود اللہ کہا گیا ہے۔

٨۔ سورہ طلاق کی درج ذیل آیت میں طلاق کے احکامات ذکر ہوئے حدود کا لفظ دو بار استعمال کیا گیا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۤءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حدود اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حدود اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾[٢٧] یعنی ﴿اے پیغمبر! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق

دو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دو اور پھر عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تمہارا پروردگار ہے اور خبر دار انہیں ان کے گھروں سے مت نکالنا اور نہ وہ خود نکلیں جب تک کوئی کھلا ہوا گناہ نہ کریں۔ یہ خدائی حدود ہیں اور جو خدائی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے﴾۔

مذکورہ آیت میں طلاق کے سلسلے میں عدت کے حساب سے طلاق دینے اور عدت کا شمار رکھنے کا حکم ہے اور اس دوران عورتوں کو گھروں سے نکالنے یا خود ان کو گھروں سے نکلنے سے روکا گیا ہے اور ان اوامر و نواہی کے لئے حدود اللہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

جائزہ

قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی حدود کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ تمام مقامات بیان کر دیئے گئے ہیں، ان کا جائزہ لینے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱. قرآن نے حدود کے لفظ کو بڑے وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے۔ کہیں تو روزہ کے متعلق اوامر و نواہی (حرام و حلال اور مباح وغیرہ) پر، تو کہیں عائلی زندگی کے مختلف احکامات (طلاق، رجعت و خلع) پر اس کا طلاق کیا گیا ہے۔ کہیں میراث کے احکام کو حدود سے تعبیر کیا گیا ہے تو کہیں پوری شریعت کی تعبیر کے لئے اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔

۲. قرآن میں حدود کا لفظ کہیں بھی تنہا (بغیر اضافت) استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ لفظ اللہ یا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اسم ضمیر (Pronoun) استعمال کی گئی ہے جب کہ اس کی اضافت "ماانزل اللہ" کی طرف کر کے شریعت کے تمام احکامات سے حدود کا تعلق بتایا گیا۔

۳. لفظِ حد فعل کے طور پر قرآن میں کہیں استعمال نہیں ہوا ہے۔

قرآن میں حدود کے مفہوم کی اس وسعت پر مفسرین قرآن میں سب سے بہترین تبصرہ امام فخر الدین رازیؒ نے پیش کیا ہے جو انہوں نے سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں والحافظون لحدود اللہ کے تحت تفصیلی انداز سے ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ان کے طویل کلام کا چیدہ چیدہ حصہ ذکر کیا جاتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن امور کا پابند و مکلّف قرار دیا ہے ان کی فہرست بڑی طویل ہے البتہ ان تمام امور کو دو قسموں (عبادت و معاملات) میں منحصر قرار دیا جا سکتا ہے۔ عبادات سے وہ اُمور مراد ہیں جن کا اللہ نے اپنے بندوں کو خاص دنیوی مصلحت کے لئے نہیں بلکہ دینی مصالح کے لئے ان کا مکلّف قرار دیا ہو مثلاً نماز، زکوۃ، حج، جہاد اور نیکی کے تمام دیگر اعمال۔ معاملات کے متعلق احکامات یا تو کسی دنیوی منفعت کے لیے دیے گئے ہیں اور یا کسی ضرر سے بچنے کے لئے بندوں کو ان کا مکلف قرار دیا ہے۔ پہلی قسم یعنی جو احکامات جلب منفعت کے لیے دئے گئے ہیں تو وہ منافع یا تو بذاتہ خود مطلوب ہوتے ہیں یا تبعاً مقصود ہوتے ہیں۔ مقصود بالذات منافع وہ ہیں

جو حواسِ خمسہ ظاہرہ (ذائقہ، لامسہ، باصرہ، سامعہ اورشامہ) کے ذریعہ سے حاصل ہوں۔ مقصود بالتبع منفعت مال و دولت کی منفعت کہلاتی ہے کیونکہ مال و دولت خود مقصود نہیں ہے بلکہ مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔

وہ احکامات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی ضرر سے بچنے کی خاطر لازمی قرار دیئے ہیں تو انہیں پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کا مقصد یا تو جانی ضرر سے بچنا ہوگا یا مالی ضرر یا دینی ضرر یا سلسلہ نسب کے ضرر اور یا ضرر عقلی سے بچنا مقصود ہوتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی پابندیوں، اس کے احکامات و قیودات کا ایک نپا تلا ضابطہ ہے۔ اب چونکہ عبادات، حصولِ منفعت اور دفع ضرر کے احکامات کی ایک طویل فہرست ہے اس لئے کبھی تو اللہ تعالیٰ نے خود انہیں قرآن میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور کبھی (قرآن میں اجمال سے بیان کرکے) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اسے کھول کر بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں والحافظون لحدود اللہ کہہ کر اس کا اجمالی ذکر فرمادیا ہے۔[۲۸]

امام رازیؒ کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق تو قرآن و سنت میں بیان کردہ عبادات اور معاملات کے تمام احکامات کو قرآن کی زبان میں حدود اللہ کہا گیا ہے۔ امام رازی مزید آگے بڑھ کر فرماتے ہیں :

یہ بات جان لیں کہ فقہاء نے سمجھا کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے بس وہی ہے جس کا اللہ نے بندوں کو جن امور کا مکلف قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مکلفین کے اعمال کی دو قسمیں ہیں: ظاہری اعضاء کے اعمال اور قلبِ انسانی کے اعمال۔ فقہی کتابیں صرف اعضاء ظاہری سے متعلقہ احکامات کے اقسام پر مشتمل ہیں اور جہاں تک قلبی اعمال کے احکامات کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنے فقہی کتابوں میں اس سے کوئی بحث نہیں کی، نہ ہی انہوں نے اس کے لیے کتابیں لکھی ہیں اور نہ ہی کوئی ابواب و فصول، اور نہ ہی اس کے اسرار و رموز کے متعلق بحث کی جب کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قلبی اعمال کی بحث بہت ضروری ہے اور ان کے حقائق کو زیادہ سے زیادہ سامنے لانا زیادہ اہم ہے کیونکہ یہ دل ہی تو ہے کہ جس کے ہاتھوں دیگر اعضاء سے اعمال ظاہر ہوتے ہیں، قرآن مجید کی کئی آیات اس طرف توجہ دلاتی ہیں۔ اللہ کا قول الحافظون لحدود اللہ مذکورہ بالا تمام اقسام کے احکامات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ مذکورہ بالا تمام اقسام اس میں شامل ہیں۔[۲۹]

قرآن کے لفظ حدود کی وسعت کو دیکھتے ہوئے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

یعنی جملہ حدود اللہ کی چار قسمیں ہیں:

ا. ایسی حدود اللہ جن میں نہ تو مقررہ مقدار پر زیادتی جائز ہے اور نہ ان سے کمی کرسکتے ہیں جیسے

فرض نمازوں کی تعداد رکعات۔

۲. ایسی حدود جن میں مقررہ مقدار پر اضافہ کرنا جائز ہو لیکن کمی کرنا جائز نہ ہو۔

۳. ایسی حدود جن میں مقررہ مقدار سے کمی کرنا جائز ہو لیکن اضافہ کرنا جائز نہ ہو۔

۴. وہ حدود جن کی مقررہ مقدار میں کمی بیشی دونوں جائز ہوں (یہ قسم، قسم اول کے بالعکس ہے)۔[۳۰]

مبحثِ سوم: حدیث میں لفظ حدود کا استعمال

اگر قرآن دینِ اسلام کا مصدر اولین ہے تو حدیث قرآن کی توضیح، بیان اور تفسیر ہے اور اسلام کا دوسرا مصدرِ اساسی ہے اس لئے مناسب ہو گا کہ حدیث میں بھی لفظ حدّ کے توسیعی مفاہیم کا جائزہ اختصار سے سامنے لایا جائے۔ حدیث میں مفرد اور جمع دونوں طرح سے لفظِ حدّ استعمال ہوا ہے اور قرآن مجید کی طرح حدیث میں بھی وسیع معنوں میں آیا ہے تاہم گو کہ قرآن میں حدود کا لفظ معروف معنوں میں خاص سزاؤں کے لیے استعمال نہیں ہوا ہے لیکن بعض احادیث میں حدّ یا حدود معروف اصطلاحی معنوں میں بھی آیا ہے، ذیل میں بطور استشہاد چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

۱. ایک معزز قبیلے (قبیلہ مخزوم) کی ایک عورت کی چوری پکڑی گئی اور معاملہ بارگاہ رسالت میں پہنچا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے معزز قبیلے کی فرد ہونے کے ناطے بارگاہ رسالت میں اس کی معافی کی سفارش کی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

> أتشفع في حدّ من حدود الله ثم قام فاختطب ثم قال: إنما أهلك الذين قبلكم، أنهم كانوا إذا سرقفيهم الشريف تركوه، و إذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحدّ، وأيم الله لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها[۳۱]
>
> کیا تم حدود اللہ میں سے کسی حدّ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک کی گئیں کہ ان میں سے اگر کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حدّ جاری کر دیتے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

۲. ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیوی کے تعلق تہمت زنا کا کیس پیش کیا جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

> البينة أو حدّ في ظهرك، فقال: يا رسول الله إذا رأى أحدنا على امراته رجلا ينطلق يلتمس البينة؟ فجعل يقول: البينة و إلا حدّ في ظهرك[۳۲]
>
> ثبوت لاؤ یا اپنی پشت پر حدّ لگواؤ، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھ کر بھی ثبوت کی تلاش میں نکل جائے؟ مگر آپ ﷺ نے جواب میں یہی فرمایا کہ ثبوت لاؤ یا اپنی پشت پر حد لگواؤ۔

۳. ایک روایت میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: "تعافوا الحدود فيما بينكم، فما بلغني من حدّ فقد وجب" [۳۳] یعنی

"آپس میں حدود کے بارے میں درگزر کرو کیونکہ جب حدّ (کا جرم) مجھ تک پہنچ جائے تو حدّ واجب ہوگئی"۔

۴. حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: يا رسول الله أصبت حدا فأقمه علي، قال: وحضرت الصلاة فصلى مع رسول الله ﷺ، فلما قضي الصلاة قال: يا رسول الله إني أصبت حدا، فأقم في كتاب الله، قال: هل حضرت الصلاة معنا؟ قال: نعم، قال: قد غفر لك۔[۳۴]

حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے مجھ پر حد جاری کیجئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز کھڑی ہوئی تو اس شخص نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد اس شخص نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے جواب دیا: ہاں، نبی ﷺ نے فرمایا: تو اللہ نے تمہارا گناہ یا جرم معاف فرمادیا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس روایت میں حدّ سے کوئی ایسا گناہ مراد ہے جو موجب تعزیر ہو اور وہ گناہ یہاں کوئی گناہِ صغیرہ ہے کیونکہ اسے نماز نے دھوڈالا۔ کیونکہ اگر گناہِ کبیرہ ہوتا تو حد واجب ہوتی"۔[۳۵]

حدیث میں گناہِ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ کے لیے حد کے استعمال کی بنیاد پر ہی شاید علامہ ابن قیم کا کہنا ہے: "کسی بھی گناہ صغیرہ یا کبیرہ پر حدّ کا اطلاق ہوتا ہے، نیز حدّ کو کچھ معنوں میں خاص کرنا یہ فقہاء کے ہاں ہے"۔[۳۶]

خلاصہ بحث

مقالہ سے سامنے آنے والے نتائج کو بطور خلاصہ بحث درج ذیل نکات میں پیش کیا جاسکتا ہے:

۱. قرآن مجید میں حدّ کا بصورت مفرد استعمال نہیں ہوا ہے تاہم احادیث میں مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال ہوا ہے۔

۲. قرآن میں حدود (بصورت جمع) کا استعمال ہر جگہ اضافت کے ساتھ آیا ہے اور بغیر اضافت کے کسی آیت میں استعمال نہیں ہوا ہے تاہم احادیث میں بغیر اضافت بھی (صرف لفظِ حد یا حدود) استعمال ہوا ہے۔

۳. قرآن مجید میں حدود کا لفظ الف لام (حرف تعریف) کے ساتھ کہیں استعمال نہیں ہوا جب کہ احادیث میں الحدّ یا الحدود (معرف باللام) بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ مبحث سوم میں ذکر کردہ روایت اول و سوم میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

۴. احادیث نبویہ میں حدّ موجب سرزنش سزا و جرم کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ مبحث سوم کی روایت اول و سوم سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز قابل درگزر سرزنش کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ روایت چہارم سے معلوم ہوتا ہے۔

۵. فقہ میں فقہائے عظام نے مخصوص جرائم کے لیے اسے بطور اصطلاح استعمال کیا ہے اور امت مسلمہ میں اسے قبولیت عامہ حاصل ہے چنانچہ جب شریعت میں حد یا حدود کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے علی الاطلاق مخصوص سزائیں ہی مراد ہوتی ہیں۔ علم فقہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون میں اگر حد یا حدود کا لفظ استعمال ہو تو پھر اس سے سزاؤں کی بجائے ان علوم و فنون کے

مطابق مفہوم لیا جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

۱ حدود کی فقہی تعبیر اور اس سلسلے میں فقہاء کے درمیان قدرے اختلافِ رائے واقع ہوا ہے، ملاحظہ ہو :[رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ. قاموس الفقہ. ط:اگست ۲۰۰۷، زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی، ۳/ ۲۲۰،۲۱۹

۲ الفقہ علی المذاھب الاربعۃ. ط: دارالفکر، بیروت، لبنان، ۵/ ۷

3 Encyclopedia of Islam, Vol.iii, p.20

۴ حد کے لغوی معنی اور اس کے مختلف مفاہیم کے لیے درج ذیل کا مادہ 'حدّ' ملاحظہ ہو: [ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم. لسان العرب. ط: ۱۹۸۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت؛ مرتضیٰ حسین حنفی زبیدی. تاج العروس مطبۃ الخیریۃ. ط: ۱۳۰۶ھ، بیروت؛ بستانی، بطرس. دائرۃ المعارف القرن العشرین. ط: دارالمعرفۃ، بیروت؛ راغب اصفہانی. المفردات فی غریب القرآن. ط: دارالفکر، بیروت]

۵ لسان العرب، مادہ حد، ۳/ ۷۹

۶ ایضا، دائرۃ المعارف، مادہ حد، ۶/ ۱۳۷

۷ ایضاً، مادہ حد، ۳/ ۸۰

۸ ایضاً

۹ ایضاً

۱۰ ایضاً

۱۱ ایضاً، ۳/ ۸۱

۱۲ ایضاً، ۳/ ۷۹

۱۳ إبراھیم مصطفی و آخرون. المعجم الوسیط. ط: دار الدعوۃ، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ، ۱/ ۱۶۰-۱۶۱؛ الدکتور سعدی أبو حبیب. القاموس الفقھی لغۃ واصطلاحا. ط۲: ۱۴۰۸ھ، دار الفکر، دمشق، ص ۸۲

۱۴ بطور اصطلاح "حد" کے مختلف مفاہیم کے لیے بطرس بستانی کی دائرۃ المعارف جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۳۷-۱۴۷ ملاحظہ ہو۔

۱۵ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۷

۱۶ الرازی، امام الفخر الدین. مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر). ط: ۱۹۹۹ء، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۲/ ۲۷۷

۱۷ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۲۹

۱۸ مفاتیح الغیب، ۲/ ۴۴۸

۱۹ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۳۰

۲۰ ایضاً

۲۱ القرآن الکریم، سورۃ النساء ۴ : ۱۳، ۱۴

۲۲ مفاتیح الغیب، ۳/ ۵۲۶

[23] القرآن الکریم، سورۃ التوبہ ۹ : ۹۷

[24] الآلوسی، أبو الفضل. روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی. ط: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۷/۶

[25] القرآن الکریم، سورۃ التوبہ ۹ : ۱۱۲

[26] القرآن الکریم، سورۃ المجادلہ ۵۸ :۴

[27] القرآن الکریم، سورۃ الطلاق ۶۵ : ۱

[28] مفاتیح الغیب، ۶/ ۱۵۵-۱۵۶

[29] ایضا، ۶/۱۵۶

[30] المفردات فی غریب القرآن، کتاب الحاء (حد)، ص ۱۰۹

[31] صحیح البخاری، الحدود، کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد، ۷/۱۶؛ صحیح مسلم، النھی عن الشفاعۃ فی الحدود، ۳/۱۳۱۵؛ سنن أبی داوٗد، الحد یشفع فیہ، ۲/۲۲۲

[32] صحیح البخاری، الشھادۃ، باب إذا دعی أو قذف فلہ أن یلتمس البینۃ، ۳/۱۶۰؛ سنن أبی داوٗد، الطلاق، باب فی اللعان، ۱/ ۳۵۲؛ الجامع الترمذی، ۵/۳۳۱

[33] سنن ابی داوٗد، العفو عن الحدود مالم تبلغ السلطان، ۲/ ۲۲۳

[34] النیسابوری، مسلم بن الحجاج أبو الحسن. المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ ﷺ. ط: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر: ۲۷۶۴

[35] النووی، محیی الدین یحیی بن شرف. المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج. ط۲: ۱۳۹۲ھ، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۷/۸۱

[36] القاموس الفقھی لغۃ واصطلاحا، ص ۸۳۳